مولانا امین احسن اِصلاحی کے فقہی اُصول کا ائمہ اربعہ کے ساتھ تقابلی جائزہ

A Comparative Review of Maulana Amin Ahsan Iṣlaḥī's Jurisprudential Principles with Ayim’a Arba'a

Mufti Abdul Haq
Ph.D. Research Scholar, Faculty of Islamic Studies, University of Baluchistan, Quetta:hqqanijanan@gmail.com
Dr Shabana Qazi
Assistant Prof Department of Islamic Studies, University of Baluchistan, Quetta:shabanaqazi786@yahoo.com
Peree Gul Tareen
Lecturer Department of Islamic Studies,of SBK women’s University, Quetta:pareegul563@gmail.com

Abstract:

The summary of this discussion is that Maulana Amin Ahsan Iṣlaḥī's principles of jurisprudence or principles of Sharia are five in contrast to the Arba'a imams. Then the hadith is followed by ijtihad and the speaker of ijtihad is a collective member who is called Ijmaa, who is the one who strives to make it perfect. There is a detail in Maulana Iṣlaḥī's Principles of the Qur'an that he does not believe in the Qur'an to be ascribed to hadiths by means of abrogation and interpretation, and in the hadith it is detailed that Maulana Iṣlaḥī differentiates between hadith and sunnah, that there is a slight difference between sunnah and hadith, that is, that sunnah refers to the proven method from the Messenger of Allah and hadith to others. There are sayings, actions and speeches which are narrated with the Prophet's narrations, generally since it is proven or disputed, the hadith can be good, correct, weak subject and reversed, but these debates do not arise regarding the Sunnah.

Keywords: Amin Ahsan Iṣlaḥī, priciples, Jurisprudence, Ayema Arb,a

یوں تو دنیا میں مسلم ائمہ کرام کے یہاں اُصول فقہ کی تعداد مختلف ہیں البتہ اتنی بات متفق ہے کہ قرآن سب کے یہاں مسلمہ اُصول ہے مگران میں سے کچھ علماء کرام کا خیال ہے کہ قرآن واحداور یکتا اُصول فقہ اورماخذ شریعت ہے اس میں کسی اور کی دخل اندازی قابل قبول نہیں ہے ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے یہاں عموماتو فقہ

اسلامی کے متفق اُصول اور ماخذ چار ہیں، قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس جب کہ مولانا امین احسن اِصلاحی ان کی تعداد پانچ بتاتے ہیں:

"ہمارے اُصول فقہ کے علماء اسلامی قانون کے عموماً چار ماخذ بناتے ہیں: کتاب، سنت، اجماع اور قیاس، مسئلے کی یہ تعبیر اگرچہ غلط نہیں ہے لیکن اس تعبیر میں کچھ ایسی خلاء ہیں جن کے سبب موجودہ زمانے کے ذہنوں کو اصل حقیقت کے سمجھنے میں بعض اُلجھنیں پیش آتی ہیں۔"[1]

مذکورہ تعبیر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کرام کے یہاں بالکل ٹھیک ہے مگر مولانا امین احسن اصلاحی کو اس تعبیر میں کھٹکنے والی باتیں تین ہیں:

ایک تو یہ ہے کہ اس میں اجماع کو تیسرے ماخذ کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے حالانکہ کتاب وسنت کے بعد تیسرا ماخذ اسلام میں اجتہاد ہے، اجماع اجتہاد کی ایک اعلی قسم ہے لیکن اس کو تیسرے ماخذ قانون سے تعبیر کرنا اس عہد کے بہت سے لوگوں کو اجنبی سا معلوم ہوتا ہے اجتہاد کی دو قسمیں ہیں ایک تو کسی مجتہد کا انفرادی اجتہاد ہوتا ہے ایک وہ اجتہاد ہوتا ہے جس پر وقت کے مجتہدین متفق ہو گئے ہوں اس آخر الذکر اجتہاد کو اجماع کہتے ہیں، یہ سابق الذکر اجتہاد سے اس اعتبار سے بالکل مختلف ہوتا ہے کہ اس کی حیثیت صرف ایک رائے کی نہیں رہ جاتی بلکہ یہ دین میں بجائے خود ایک حجت کی حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔[2]

اس میں دوسری کھٹکنے والی چیز یہ ہے کہ قیاس کا ایک چوتھے ماخذ قانون کی حیثیت سے ذکر کیا گیا ہے حالانکہ قیاس بھی اصل ماخذ قانون نہیں ہے بلکہ اسلام کے تیسرے ماخذ قانون۔۔۔اجتہاد۔۔۔کے مختلف طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جس کا مقصد اگر فنی اصطلاحات و تعبیرات سے الگ ہو کر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش آئے ہوئے کسی معاملہ میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کی کوشش کرنا۔[3]

---

[1]۔ اصلاحی، مولانا امین احسن، اسلامی قانون کی تدوین، انجمن خدام القرآن لاہور، ۶۳، ص: ۳۰

Iṣlaḥī, Mulānā, Amīn Aḥsan, Islāmī Qanon ki Tadween, Anjman Khudām ul Qurān, Lahore, 1963,p.30

[2]۔ ایضا: ص: ۳۰۔۳۱

Ibid,p.30.31

[3]۔ ایضا: ص: ۳۰۔۳۱

ہمارے علمائے اُصول نے اجتہاد ہی کو اجماع اور قیاس کے دو لفظوں سے تعبیر کر دیا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہوئی ہو گی کہ اجتہاد کا لفظ جامع تو ضرور ہے، لیکن اپنی وسعت کی وجہ سے پوری طرح واضح نہیں ہے۔ اجماع اور قیاس سے اس کی تعبیر ایک حد تک اس کو گرفت میں لا دیتی ہے۔ اجماع سے اس وجہ سے کہ یہ اجتہاد کی سب سے اعلی قسم ہے اور قیاس سے اس بنا پر کہ اجتہاد کے طریقوں میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا طریقہ یہی ہے، اگرچہ اس تعبیر کے لیے یہ ایک وجہ جواز موجود ہے، لیکن میرے نزدیک صحیح اور جامع تعبیر اجتہاد ہی کی تعبیر ہے۔ حضرت معاذ بن جبل والی حدیث میں بھی کتاب و سُنت کے بعد تیسری چیز جس کا ماخذ قانون کی حیثیت سے ذکر آیا ہے۔ وہ اجماع یا قیاس نہیں ہے بلکہ اجتہاد ہی ہے۔

مذکورہ بالا تعبیر میں تیسری کھٹکنے والی بات یہ ہے کہ یہ اسلامی قانون کے تمام ماخذوں کا پورا پورا احاطہ نہیں کرتی۔ اسلامی قانون کے ماخذ میں سے ایک ماخذ عرف و رواج بھی ہے جو ایک مخصوص دائرہ میں معتبر ہے اور اس کا معتبر ہونا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور فقہاء نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے لیکن چاروں ماخذوں کے ساتھ اس کا کوئی حوالہ نہیں آتا، اسی طرح اسلامی قانون کے ماخذوں میں ایک ماخذ مصلحت بھی ہے اور اس کا بھی ایک خاص دائرہ ہے میرا خیال ہے کہ ان کے نظر انداز کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں ماخذ اصلی آخذ نہیں، بلکہ ضمنی آخذ ہیں اور ان کے دائرے کتاب وسُنت اور اجتہاد کے دائروں سے الگ ہیں اس وجہ سے علماء نے ان کا ذکر تو کیا لیکن اسلامی قانون کے اصل ماخذوں سے الگ کر کے کیا۔ اگرچہ ان کے ذکر نہ کرنے کی یہ وجہ موجود ہے اور مجھے اس کی اہمیت سے انکار نہیں ہے، لیکن قانون اسلامی کے اصل ماخذوں کے ساتھ ان کا ذکر نہ آنے سے اسلامی قانون کے ماخذوں کا پورا تصور ذہن میں نہیں آتا۔[4]

ایک اور اہم بات یہ کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں قرآن اور حدیث کے بعد درجہ اِجتھاد کا ہے چنانچہ مولانا اِصلاحی ایک مقام پر رقمطراز ہے:

> "میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ اسلامی قانون کے پانچ ماخذ ہیں: کتاب، سُنت، اجتہاد، رواج اور مصلحت ان میں ترتیب الاقدم

Ibid,p.30.31

[4] ۔اصلاحی، مولانا امین احسن، اسلامی قانون کی تدوین، ص: ۳۰۔۳۱

Iṣlaḥī, Mulānā,Amīn Aḥsan, Islāmī Qanon ki Tadween, p.30.31

فالاقدم کی ہے یعنی جو پہلے ہے اس کی طرف پہلے رجوع کیا جائے گا۔
اس کو نظرانداز کر کے دوسرے کا اعتبار اور لحاظ نہیں ہوگا۔"[5]

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں اسلامی اُصول فقہ میں دو باتیں ملحوظ نظر ہے پہلا یہ کہ اسلامی اُصول فقہ کو مذکورہ تعبیر اس زمانے کے مطابق نہیں ہے لہذا حکمت اس بات میں ہے کہ یہ تعبیر تبدیل کی جائے دوسری بات یہ کہ اسلامی اُصول فقہ میں پہلا درجہ قرآن پھر حدیث پھر اجتہاد کا ہے معلوم ہوا کہ آپ کے یہاں قرآن اور حدیث کے بعد درجہ اِجتھاد کا ہے جہاں تک بات ہے اجماع اور قیاس کا تو یہ دونوں اِجتھاد کے دور کن ہیں پانچواں ماخذ مصلحت ہے مصلحت سے مراد اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت ہے۔ تیسری بات جو ان دونوں باتوں کا خلاصہ ہے وہ یہ کہ اسلامی فقہ کے اُصول پانچ ہیں۔

مولانا امین احسن اِصلاحی کے آئمہ اربعہ کے ساتھ متفق فقہی اُصول کا جائزہ

جیسا کہ معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ کے اپنے آپس میں متفق فقہی اُصول چار ہیں یہی چار اُصول مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں بھی مسلمہ ہیں اگرچہ ان اُصول کے حوالے سے کئی کئی جزوی اختلافات بھی موجود ہیں چنانچہ مولانا اِصلاحی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

"اسلامی قانون کا پہلا ماخذ قرآن کریم ہے لیکن کچھ حضرات نے اس سے بڑھ کر یہ دعوی کرنا شروع کر دیا ہے کہ اسلامی قانون کا واحد ماخذ کتاب اللہ ہے یہ بات صریحا غلط ہے قرآن اسلامی قانون کا واحد ماخذ نہیں ہے بلکہ سب سے اہم اور سب سے مقدم ماخذ ہے۔"[6]

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں اُصول فقہ اور ماخذ شریعت صرف ایک قرآن ہی نہیں ہے بلکہ متعدد اُصول اور قوانین ہیں وہ متعدد ائمہ اربعہ کے ساتھ متفق چار ہیں باقی اُصول اس کے علاوہ ہیں جن میں سے کوئی اصول کسی امام کے موافق کسی کے مخالف اور کوئی کسی کے مخالف اور کسی کے موافق ہے ان چار اُصول کی تفصیل مندرج ذیل ہے:

---

[5]۔ ایضا: ص: ۳۲

Ibid,p.32

[6]۔ ایضا: ص: ۳۴

Ibid,p.34

ا۔قرآن:

قرآن کریم ایک سرچشمہ حیات ہے انسان کی روحانی زندگی کا مدار وحی الہی پر ہے اور یہی وہ کتاب ہے جو ابدی کامیابی کا ضامن ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم تمام ائمہ مجتہدین کے یہاں ایک متفق اُصول ہے یہی روِش مولانا امین احسن اِصلاحی کا ہے انہوں نے بھی قرآن کو ماخذ شریعت اور اُصول فقہ میں سے شمار کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ اسلامی قانون کے پانچ ماخذ ہیں: کتاب، سُنت، اجتہاد، رواج اور مصلحت"[7]

ائمہ اربعہ کی طرح مولانا امین احسن اِصلاحی قرآن کو اُصول فقہ اور اُصول شریعت کے تمام اُصول سے مقدم سمجھتے ہیں اور مقدم ہونا بھی چاہیئے کیونکہ اگر عقل کو ملحوظ نظر رکھ کر دیکھا جائے تو قرآن میں دو چیزیں پائی جاتی ہیں ایک یہ کہ قرآن قطعی الثبوت ہے کیونکہ اس کو نبی کریم سے اتنے لوگوں نے نقل کیا ہے کہ تنے زیادہ لوگوں کا جھوٹ پر اتفاق محال ہے دوسری بات یہ کہ قرآن قطعی الدلالت ہے یعنی اپنے مطالب کو خوب واضح بیان کرتا ہے ان دو صفات کو دیکھ کر ہر ذی عقل یہ سمجھتا ہے کہ جس ملت کے یہاں یہ اُصول کارفرما ہیں ان کے یہاں اس کو برتری ہونی چاہیئے اور تمام اُصول سے اس کو مقدم رکھا جانا چاہیئے مولانا امین احسن اِصلاحی اپنی کتاب "اسلامی قانون کی تدوین" میں لکھتے ہیں کہ:

> "اسلامی قانون کا پہلا ماخذ قرآن ہے اس وجہ سے ہر معاملہ میں سب سے پہلے اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا اگر کسی معاملہ میں قرآن خاموش ہو۔ تو پھر سُنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔"[8]

یہی وجہ ہے کہ مولانا اِصلاحی کے یہاں قرآن سب سے مقدم ہے اسی طرح اجتہاد سے کام اس صورت میں لیا جائے گا جب کتاب و سُنت کے نصوص میں کوئی رہنمائی نہ ملے علی ہذا القیاس رواج اور مصلحت کا لحاظ انھی صورتوں میں ہوگا جن میں کتاب و سُنت نے ہمیں رواج اور مصلحت پر عمل کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ یہ نہیں کریں گے کہ کتاب اللہ کو نظر انداز کر کے کسی معاملہ میں حدیث کو اختیار کر لیں یا سُنت کو پسِ پشت ڈال کر رواج یا مصلحت کو ماخذ قانون بنالیں۔

---

[7]۔ایضا: ص:۳۲ Ibid,p.32

[8]۔ایضا: ص:۳۲ Ibid,p.32

مختصر یہ کہ مولانا امین احسن اِصلاحی قرآن کو اُصول فقہ ماننے میں ائمہ اربعہ کے ساتھ متفق ہے اور مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں قرآن کریم اُصول فقہ اور اُصول شریعت بھی ہے اور ساتھ ساتھ اُصول فقہ کے دیگر اُصول سے مقدم بھی ہے یعنی شریعت کی ادلہ میں اگر تعارض ہو جائیں تو قرآن کو مقدم رکھا جائیگا اور اس کے بعد دیگر ادلہ کا مرتبہ اور مقام ہو گا۔

۲۔حدیث/سُنت رسول:

جس طرح اُمت کا تقریباً اتفاق رہا ہے سوائے چند افراد کے کہ جس طرح قرآن اُصول فقہ اور ماخذ شریعت ہے ایسا ہی حدیث رسول یا سُنت رسول بھی اسلام کا ماخذ اور اُصولِ فقہ ہے قرآن نے خود جگہ جگہ یہ اعلان کیا ہے کہ جس طرح اِطاعت خدا لازم اور ضروری ہے ویسا ہی اِطاعت رسول لازم اور ضروری ہے، سورۃ النساء میں فرمایا:

"مَن يُطِعِ الرَّسولَ فَقَد أَطاعَ اللَّهَ"[9]

"جس نے رسولؐ کی اِطاعت کی دراصل اس نے اللہ کی اِطاعت کی۔"

سورۃ الاحزاب میں فرمایا:

"لَقَد كانَ لَكُم فى رَسولِ اللَّهِ أُسوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَن كانَ يَرجُوا اللَّهَ وَاليَومَ الاخِرَ"[10]

"تم میں سے جو کوئی اللہ سے ملاقات اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لئے رسول اللہؐ کی ذات والاصفات میں اچھا نمونہ ہے۔"

قرآن کریم کے انہی احکام کو دیکھتے ہوئے جس طرح ائمہ اربعہ نے فرمایا کہ فقہ اور شریعت کا اُصول حدیث اور سُنت رسول ہے ایسا ہی مولانا امین احسن اِصلاحی نے بھی کہا کہ قرآن کے ساتھ احادیث بھی اُصول فقہ اور اُصول شریعت میں سے ایک اُصول ہے جیسا کہ لکھتے ہے کہ قرآن خود اس بات کا مدعی نہیں ہے کہ وہ

9۔ سورۃ النساء: ۸:۴ — Sura Alnisa:4:8

10۔ سورہ الاحزاب: ۲۱:۳۳ — Sura Alahzab:32:31

تنہاماخذ ہے بلکہ وہ جس طرح اپنی پیروی اور اطاعت پر زور دیتا ہے ایسا ہی رسول کی پیروی اور اطاعت پر بھی زور دیتا ہے۔[11]

مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں اِطاعت رسول بھی لازم ہے جس طرح قرآن کریم میں مذکور امور میں قرآن کی اِطاعت لازم ہے مگر اطاعت رسول کس شکل میں لازم ہے؟ اِطاعت رسول بشکل سُنت یا بشکل حَدیث ، عموماً تو علماء کرام سُنت اور حَدیث میں کوئی فرق نہیں کرتے بلکہ دونوں کا ایک سمجھتے ہیں جب کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں ان دو مصطلحات میں فرق ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

> "سُنت اور حَدیث میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ سُنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ طریقے کو کہتے ہیں اور حَدیث ہر وہ قول ، فعل اور تقریر ہے جس کی روایت نبی کریم ﷺ کی نسبت کے ساتھ کی جائے عام اس سے کہ وہ ثابت شدہ ہو یا محل نزاع ہو، حَدیث حسن، صحیح ،ضعیف موضوع اور مقلوب سب کچھ ہو سکتی ہے لیکن سُنت کے متعلق یہ بحثیں نہیں پیدا ہوتیں"[12]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں سُنت اور حَدیث اگرچہ فقہ کے اصول میں سے ایک اصول ہیں لیکن سُنت اور حَدیث میں فرق ہے جب کہ دیگر علماء کرام اور مجتہدین عظام کے یہاں سُنت اور حَدیث مترادف الفاظ ہیں۔

۳۔۴:اجماع/قیاس:

اجماع بھی دیگر متفق ادلہ کی طرح ایک متفقہ دلیل ہے مولانا امین احسن اِصلاحی اس کو بطور دلیل مانتے ہیں مگر دلیل ایسا جو اِجتہاد کا رکن ہو یعنی اصل دلیل اِجتہاد ہے اس کے دو رکن ہیں ایک اجماع اور ایک قیاس مولانا اِصلاحی کا یہ دعوی ہے کہ میں پچھلے علماء کی تعبیر کو اگرچہ حکمت سے خالی نہیں سمجھتا جو انہوں نے کہا کہ اجماع اور قیاس علیحدہ علیحدہ دلائل ہے لیکن بات کو موجودہ زمانے کے ذہین کے قریب ترلانے کے لئے یوں کہنا میرے نزدیک زیادہ صحیح

---

[11]۔اصلاحی، مولانا امین احسن، اسلامی قانون کی تدوین، ص: ۳۲

Iṣlaḥī, Mulānā, Amīn Aḥsan, islāmī Qanon ki Tadween,p.32

[12]۔ایضا: ص: ۳۷

Ibid,p.37

ہوگا کہ اسلامی قانون کے پانچ ماخذ ہیں: کتاب اللہ ،سُنت،اجتہاد،رواج اور مصلحت ہے اجماع اور قیاس اِجتھاد کے ارکان ہیں چنانچہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"اس حدیث (حدیث معاذ) سے وہ بات بھی واضح ہوتی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے کہ اسلامی قانون کا تیسرا ماخذ دراصل اجتہاد ہے جس کے دو اہم رکن اجماع اور قیاس ہیں۔"[13]

مولانا امین احسن اِصلاحی اجماع کو اُصول فقہ بھی سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے اجماع کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اجتہادی مسائل میں صرف وہی مسئلہ رائے سے اوپر ہو جاتا ہے جس پر مجتہدین اُمت کا اجماع ہو جائے اجماع اجتہاد کی سب سے اعلی قسم ہے کسی اجتہاد پر اجامع ہو جانے کے بعد اس کی حیثیت صرف ایک رائے کی نہیں رہ جاتی بلکہ شریعت کی نصوص کی طرح ایک حجت شرعی بن جاتا ہے جس کی مخالفت کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔"[14]

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا امین احسن اِصلاحی اجماع اور قیاس کو بھی اُصول فقہ سمجھتے ہیں البتہ ان اُصول کے طریقہ کار اور نوعیت میں اختلاف کرتے ہے جس پر اس باب کے آخری فَصل میں بحث کی جائیگی۔

مختصر یہ کہ مولانا امین احسن اِصلاحی اور ائمہ اربعہ اصول اربعہ یعنی قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس میں سے ہر ایک کو دلیل مانتے ہیں البتہ ان ادلہ کی تفصیل اور تشریح یا ان سے طریقہ استدلال میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس طرح کہ قرآن کی تخصیص اور نسخ میں حدیث کو دخل انداز نہیں ہونے دیتے اور حدیث کے معاملے میں حدیث اور سُنت میں فرق کرتے ہیں اور اجماع و قیاس دونوں کو ایک سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر سب علماء کامل کر اجتہاد ہو تو اس کو اجماع کہا جاتا ہے اور اگر صرف ایک آدمی کا اجتہاد ہو تو اس صورت میں اسے قیاس کہا جاتا ہے۔

[13] ۔ایضا: ص: ۳۲

Ibid,p.32

[14] ۔ایضا: ص: ۶۰

Ibid,p.60

مولانا امین احسن اصلاحی کے ائمہ اربعہ کے ساتھ مختلف فیہ اُصول کا تقابلی جائزہ

جب کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں اُصول فقہ پانچ ہیں چنانچہ مولانا اِصلاحی اپنے اُصول کے بارے میں "اسلام کا قانون تدوین" نامی کتاب میں لکھتے ہیں:

> "اسلامی قانون کے پانچ ماخِذ ہیں: کتاب، سُنت، اجتہاد، رواج اور مصلحت"[15]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُصول فقہ مولانا احسن اِصلاحی کے نزدیک کل پانچ ہیں جن میں سے دو میں ائمہ اربعہ بھی متفق ہیں اور تین مختلف فیہ ہیں ان مختلف فیہ اُصول کی تفصیل یوں ہے۔

اجتہاد:

تمام ائمہ کرام اجتہاد کرتے ہیں کبھی قرآن کی آیت کے مجمل، متشابہ، مطلق اور مقید وغیرہ میں اِجتھاد کرتے ہیں کبھی احادیث کے سند میں اور کبھی داخلی نقد کبھی اس کے معانی وغیرہ میں اِجتھاد کرتے ہیں کبھی قیاس کے ذریعے قرآن اور احادیث کے ایک حکم کو دیگر فروع تک متعدی کرتے ہے الغرض اِجتھاد کبھی قرآن میں کیا جاتا ہے کبھی احادیث میں کبھی قیاس کے ذریعے ان کے احکام کے متعدی کرنے میں جس کا معنی یہ ہوا کہ اِجتھاد استدلال کا ایک طریقہ ہے اور ذریعہ ہے مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں اِجتھاد ایک ذریعہ اُصول نہیں بلکہ با قاعدہ اُصول فقہ اور ماخذ شریعت ہے وہ اس حوالے سے مولانا اِصلاحی معاذ بن جبل ؓ کی روایت سے استدلال فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل ؓ والی مشہور حدیث میں اُصول کی یہی ترتیب بیان ہوئی ہے چنانچہ روایت کے الفاظ یوں ہے:

> "رسول الله صلى الله عليه وسلم لماارادان يبعث معاذا الى اليمن قال:كيف تقضى اذاعرض لک قضاء؟قال:اقضى بكتاب الله قال: فان لم تجد فى كتاب الله؟قال:فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:فان لم تجد فى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولافى كتاب الله؟قال اجتهد برايى والاآلو فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره وقال:الحمدلله الذى وفق رسول رسول الله لمايرضى رسول الله"[16]

---

[15]۔ اصلاحی، مولانا امین احسن، اسلامی قانون کی تدوین، ص: ۳۲

Iṣlaḥī, Mulānā, Amīn Aḥsan, islāmī Qanon ki Tadween, p.32

[16]۔ سجستانی، ابوداود سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الاقضیہ، باب اجتہاد الرای فی القضاء، ح: ۳۵۹۲ ج:۵، ص: ۴۴۴

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجنے لگے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ جب تمہارے سامنے کوئی معاملہ فیصلے کے لیے پیش ہو گا تو تم اس کا فیصلہ کس طرح کرو گے؟ انھوں نے عرض کی کہ میں اس کا فیصلہ کتابُ اللہ کے مطابق کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ کی کتاب میں اس کے متعلق کوئی بات نہ لے تو کیا کرو گے؟ انھوں نے کہا کہ پھر اس کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کے مطابق کروں گا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت میں بھی اس کے متعلق کوئی بات نہ ملے اور نہ اللہ کی کتاب میں تو کیا کرو گے؟ انھوں نے عرض کی کہ پھر میں اجتہاد کر کے اپنی رائے متعین کروں گا اور اس کوشش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی یہ بات سنی تو ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اس اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔"

مولانا امین احسن اِصلاحی اس حدیث کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے وہ بات بھی واضح ہوتی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے کہ اسلامی قانون کا تیسرا ماخذ دراصل اجتہاد ہے جس کے دو اہم رکن اجماع اور قیاس ہیں۔"[17]

قانون اجتھاد اور اُصول اِجتھاد کی وضاحت کرتے ہوئے دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

"دراصل قانون کا ماخذ تو اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سُنت ہی ہوتی ہے لیکن اِجتھاد کی صورت میں براہ راست کتاب و سُنت کے نصوص سے حکم معلوم کرنے کے بجائے کوشش کر کے کتاب و سُنت کے اشارات سے ایک حکم متعین کرنا پڑتا ہے اس وجہ سے اس کو کتاب و سُنت کے بجائے اِجتھاد سے تعبیر کیا گیا۔"[18]

مولانا امین احسن اِصلاحی کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اِجتھاد اُصول فقہ میں ایک اصل ضرور ہے مگر اصل ثانوی ہے نہ کہ اصل اوّلین اور اُصول حقیقی یعنی اصل اُصول قرآن اور سُنت ہے۔

Sajastanī, Abu Dawood, Suleman ibn e Ashas, Al sunan, Kitabul Aqzia, Bab Ijtehad Rahī Fil Qaza,Hadīth:3592,jild:5,p.444

[17]۔ اصلاحی، مولانا امین احسن، اسلامی قانون کی تدوین، ص: ۳۲

Iṣlaḥī, Mulānā, Amīn Aḥsan, islāmī Qanon ki Tadween, p.32

[18]۔ ایضا: ص: ۴۶

Ibid,p.46

مگر ان سب کے باوجود مولانا اِصلاحی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس نے قرآن اور سُنت کے نصوص سے احکام سمجھنے میں بھرپور کوشش کی تو اس کی رائے عقل کل کی طرح مانی جائے گئی اور اس کا کیا ہوا اِجتھاد حرف آخر سمجھا جائے گا بلکہ اس کے باوجود احتیاط سے کام لیا جائے گا اور دیگر ائمہ اور علماء کی موافقت اس اِجتھاد میں ضروری ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"کسی اِجتھادی معاملے میں قرآن اور حدیث کی اشارات سے جو رائے بھی قائم کرتا ہے جب تک اس رائے پر اجماع نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی حیثیت ایک رائے سے زیادہ نہیں ہوتی اسی وجہ سے انہوں (معاذ بن جبل) نے اپنے رائے سے تعبیر کیا ہے۔"[19]

مولانا اِصلاحی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں نے اپنی کوشش کرلی اور کسی نص سے کوئی حکم برآمد کرلیا اور یہی حرف آخر ہے تو یہ اس کی غلطی ہے اور اپنے عقل اور اِجتھاد پر اس کا یہ اعتماد قابل غور ہے در حقیقت اِجتھاد ایک سخت کام اور کھٹن امر ہے اس کے لئے بہت سارے علوم کا گنجینہ درکار ہے اور اس کے لئے خداداد صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے اس حوالے سے مولانا اِصلاحی لکھتے ہیں:

"اِجتھاد میں قانون کے واضح اور صاف دفعات کو سمجھ لینے ہی کا نہیں ہوتا بلکہ شریعت کے مضمرات واشارات اور کتاب وسُنت کے لوازم ومقتضیات کی روشنی میں نئے پیش آمدہ حالات کا حکم متعین کرنا ہوتا ہے اس امر کے لئے نہایت اعلی فنی قابلیت ضروری ہے۔"[20]

یہ احتیاط اور قابلیت اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ مجتھد کہلانے والا شخص نہ صرف لوگوں کے دنیاوی معاملات کو سلجھاتا ہے بلکہ دین کے معاملے میں بندوں اور اللہ کے درمیان ایک وکیل کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے اور اس کے ذریعے سے لوگوں کی اُخروی زندگی کا صحیح یا غلط نتیجہ نکلتا ہے۔

مولانا احسن اِصلاحی نے اِجتھاد کے لئے تین شرائط کا ذکر کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

---

[19]۔ایضا:ص:۴۷

Ibid,p.47

[20]۔ایضا:ص:۴۸

Ibid,p.47

۱۔اِجتہاد کا اہل وہ شخص ہے جس کو قرآن اور حدیث پر پورا پورا عبور حاصل ہو۔

۲۔دوسری یہ کہ وہ پیش آمدہ مسائل وحالات کے تہہ تک پہنچے والا ہو اور اس کے مالہ اور ماعلیہ کو اچھی طرح سمجھنے والا ہو۔

۳۔تیسری یہ کہ وہ اپنی اخلاق اور سیرت کے لحاظ سے ایک قابل اعتماد آدمی ہو تاکہ لوگ اپنے دین کے معاملے میں اس پر اعتماد کریں۔[21]

الغرض ائمہ اربعہ کے یہاں متفقہ اُصول فقہ چار ہے جن میں اِجتہاد اُصول فقہ کا رکن نہیں ہے بلکہ ذریعہ اور طریقہ استدلال ہے جب کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں اِجتہاد اُصول فقہ میں سے ایک اُصول اور اُصول شریعت کا ایک رکن اور جزء ہے۔

رسم ورواج:

رسوم ورواج یا عادت کے بارے میں اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کی متعدد وجوہات میں سے ایک اسلام کا قانون حیات ہے، جو اس کی آفاقیت وابدیت پر عمدہ مثال ہے۔ ساری دنیا کے اعلی دماغ و دانشمند ایسے قانون زندگی کو پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ کیا دنیا کی کوئی قوم یا دنیا کا کوئی مذہب بتا سکتا ہے کہ ان کے پاس ایسا قانون ہے، جو بغیر کسی بنیادی تبدیلی کے ہر وقت اور ہر دور میں، مختلف علاقوں اور ملکوں میں بسنے والے مختلف رنگ و نسل، مختلف تہذیب و تمدن، مختلف رسم ورواج کے عادی افراد کی ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہو؟۔ ساری دنیا میں اس خصوصیت کا حامل کوئی مذہب ہے تو وہ صرف دین اسلام ہے۔

اسلام ایک فطری دین ہے، جس میں فطرت انسانی کا بھرپور لحاظ ہے، تقاضائے انسانیت کی کامل مراعات ہے،انسانی رسم ورواج کی اہمیت کے پیش نظر اسلام نے رسم ورواج اور عرف وعادت کو یکلخت نظر انداز نہیں کیا اور نہ مکمل آزاد چھوڑ دیا، بلکہ اس کی حد بندی کی ہے اور اس کے اُصول و قواعد منضبط کئے اور اس کے دائرہ کو متعین کر دیا ہے۔

مولانا امین احسن اِصلاحی قوموں کے رواج اور رسوم وعادات کو اُصول فقہ کا ایک علیحدہ ماخذ سمجھتے ہیں اور اس کا اعتبار کرتے ہیں:

---

[21]۔ایضا: ص:۴۹

Ibid, p.49

"انسانی قانون کے متعلق میں اپنے پہلے لیکچر میں عرض کر چکا کہ اس کا تو اصل ماخذ ہی دستور اور رواج ہے لیکن اس کے بر عکس اسلامی قانون کی اصل بنا تو کتاب و سُنت اور اس سے اخذ واستنباط پر ہے لیک ایک محدود دائرے کے اندر اس نے بھی سوسائٹی کے رسم و راج کی عزت افزائی کی ہے لیکن ساتھ ہی اس نے معروف کے لفظ سے تعبیر کر کے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ اس رواج کو فطرت سلیم اور عقل سلیم کے مطابق ہونا چاہیئے"[22]

اس عبارت کے تناظر میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عرف وعادت اور رسم و رواج کس کی معتبر ہے عرب کی یا ہر قوم کی اس سوال کا جواب مولانا اِصلاحی نے یوں دیا ہے:

"ہمارے فقہ حنفی میں رواج اور معروف پر بہت سے فتوے ملتے ہیں اور فتوی دینے والوں نے اپنے اپنے ملکوں کے رواج کو ہی اختیار کیا ہے جس سے واضح ہے کہ وہ معروف کو عام مفہوم میں لیتے ہیں اس کو عرب کے معاشرے کے ساتھ خاص نہیں کرتے اور یہی عقل کا تقاضا ہے۔"[23]

ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا احسن اِصلاحی کے یہاں قوموں کے رسم و رواج اور عرف وعادات اُصول فقہ اور ماخذ شریعت میں سے ایک اُصول ہے جب کہ ائمہ اربعہ کے یہاں یہ اُصول متفق نہیں ہے سب اس کو اُصول فقہ نہیں مانتے ہیں مالکیہ اور احناف عرف اور عادت کو حجت مانتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس میں سے کوئی دلیل موجود نہ ہو تو اس صورت میں عرف کو اُصول فقہ کا مصدر اور ماخذ مان کر اس سے احکام نکالے جاسکتے ہیں علامہ ابن نجیم اپنی کتاب الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں:

[22]۔ایضا:ص:٦٧

Ibid,p.47

[23]۔ایضا:ص:٦٨

Ibid,p.68

"اعلم ان اعتبارالعاده والعرف يرجع اليه فى الفقه فى المسائل الكثيرة حتى جعلواذالک اصلا"[24]

"جان لیجیو کہ عرف اور عادت پر فقہ کے بہت سارے مسائل کا مدار ہے یہاں تک کہ فقہاء کرام نے اس کو ایک اُصول بنایا ہے۔"

ابن نجیم کے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عرف اور عادت فقہاء کرام کے یہاں ایک اُصول ہے جس سے بہت سارے مسائل کا استنباط اور استخراج کیا گیا ہے اس اُصول پر ائمہ اربعہ کا اتفاق نہیں ہے البتہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک اس کو اُصول فقہ میں سے ایک اُصول مانتے ہیں یہی رائے مولانا امین احسن اِصلاحی کا بھی ہے۔

مصلحت/مصالح مرسلہ:

موجودہ دور کے مفکرین میں سے ڈاکٹر رمضان البیوطی نے مصلحت کا غایتی مفہوم یوں بیان کیا ہے کہ علماء شریعت کی اصطلاح میں مصلحت اس منفعت سے عبارت ہے جو شارع حکیم کو اپنے بندوں کے دین، نفس، عقل، نسل، مال کی ایک معین ترتیب سے حفاظت کے ذریعے مقصود ہو۔[25]

مفاد عامہ کے لئے جو کام ہوتا ہے یا کسی کو بھی کوئی فائدہ پہنچایا جائے اور اس سے کسی نقصان کو دور کیا جائے اس حوالے سے شریعت میں بہت ساری امثلہ موجود ہے جیسا کہ رسول اللہ نے تابیر نخیل نہ کرنے کا حکم دیدیا صحابہ نے تابیر نہیں کی مگر اس میں نقصان ہوا تو آپ کو علم ہونے کے بعد فرمایا:

"أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ"[26]

---

[24]۔ابن نجیم، زین الدین، الاشباہ والنظائر، کوئٹہ، مکتبہ الرشیدیہ، س ن، ج:۱، ص:۲۹۵

Ibn e Nujaim, Zeenudeen, Alashba walnazer, Quetta, Maktba Rashedeya, San e ishat Nadrad, Jild:1,p:295

[25]۔بوطی، محمد سعید رمضان، ضوابط المصلحۃ فی شرعیۃ الاسلامیہ، دمشق، دار العلم، ۱۴۰۷ھ، ص، ۲۳

Bootī, Muhammad Sa’ad Ramazan, Zawabet ul Maslaha Fi shareya Islamī, Dimashq, Dar ul Ilam, 1407, p:23

[26]۔قشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، بَابُ وُجُوبِ امْتِثَالِ مَاقَالَهُ شَرْعًا، دُونَ مَاذَكَرَهُ مِنْ مَعَايِشِ الدُّنْيَا عَلَى سَبِيلِ الرَّأْيِ، ح:۲۳۶۳، ج:۴، ص:۱۸۳۵

"آپ لوگ دنیا کے معاملات سے خوب واقف ہو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ مصلحت کا شرعاً لحاظ رکھا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مصلحت قانون شریعت ہے اور مباح امور میں اگر کوئی قانون بنایا جاتا ہے تو وہ مسلمانوں کا قانون ہوگا اور اس کا اعتبار کیا جائیگا اس حوالے سے اگر کوئی پابندی ہے وہ یہ کہ جو قانون بنایا جائے وہ قرآن اور سُنت سے متصادم نہ ہو البتہ یہ بات ملحوظ نظر رہے کہ مصلحت تمام ائمہ کے یہاں متفقہ اُصول نہیں ہے بلکہ کچھ حضرات اسے اُصول فقہ تسلیم کرتے ہیں جب کہ کچھ حضرات اسے اُصول فقہ تسلیم نہیں کرتے مولانا امین احسن اِصلاحی بھی اس کو اُصول فقہ اور اُصول شریعت میں سے ایک اُصول سمجھتے ہیں اور اس کا مرتبہ پانچویں نمبر پر رکھتے ہیں جیسا کہ رقمطراز ہے:

"اسلامی قانون کا پانچواں ماخذ مصلحت ہے۔"[27]

مولانا اِصلاحی کے یہاں بلکہ کچھ دیگر ائمہ کے نزدیک بھی مصلحت ایک اُصول فقہ ہے مگر مصلحت سے کس کی معتبر ہے مولانا امین احسن اِصلاحی لکھتے ہیں:

"مصلحت سے مراد اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت ہے۔"[28]

مصالح مرسلہ حنفی اور مالکی مذہب میں قابل اعتبار ہے ان مذاہب کے مطابق فقہ میں اگر کوئی حکم قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے مستنبط نہ ہو اس صورت میں مصالح مرسلہ سے کے کام لیا جاسکتا ہے یہی رائے اور نظر مولانا اِصلاحی کا بھی ہے جب کہ فقی حنبلی کے یہاں مصلحت یا مصالح مرسلہ کا کوئی اعتبار نہیں وہ اس کو فقہ کا اُصول نہیں سمجھتے ہے در حقیقت جن ائمہ نے مصلحت یا مصالح مرسلہ کو اُصول فقہ کا ثانوی ماخذ تسلیم کر لیا ہے انہوں نے بھی مطلقاً تسلیم نہیں کیا ہے بلکہ ان کے یہاں بھی کچھ تفصیل ہے اس تفصیل کو امام غزالی نے کچھ یوں بیان کیا ہے:

"وَقَدْ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي جَوَازِاتِّبَاعِ الْمَصْلَحَةِ الْمُرْسَلَةِ وَلَا بُدَّ مِنْ كَشْفِ مَعْنَى الْمَصْلَحَةِ وَأَقْسَامِهَافَنَقُولُ: الْمَصْلَحَةُ بِالْإِضَافَةِ إِلَى شَهَادَةِ الشَّرْعِ

Qusherī, Musleem ibn e hjjaj, Alsaheh lemuslem, Kitabul Fazail, Bab imtisal ma qalaho sharan,hadith:2363,Jild:4,p:1835

[27]۔ اصلاحی، مولانا امین احسن، اسلامی قانون کی تدوین، ص:٦٧

Iṣlaḥī, Mulānā, Amīn Aḥsan, islamī Qanon ki Tadween, p.67

[28]۔ ایضا: ص:٦٧

Ibid,p.67

ثَلَاثَةُ أَقْسَامٍ: قِسْمٌ شَهِدَ الشَّرْعُ لِاعْتِبَارِهَا وَقِسْمٌ شَهِدَ لِبُطْلَانِهَا وَقِسْمٌ مَا لَمْ يَشْهَدْ لَهُ مِنْ الشَّرْعِ بِالْبُطْلَانِ وَلَا بِالِاعْتِبَارِ نَصٌّ مُعَيَّنٌ وَهَذَا فِي مَحَلِّ النَّظَرِ"[29]

"علماء کرام نے مصالح مرسلہ کے ماننے کے حوالے اختلاف کیا ہے لہذا ضروری ہے کہ مصلحت اوراس کے معنی اوراقسام کوواضح کیاجائے پس ہم کہتے ہے کہ شریعت کی شہادت کے اعتبار سے مصلحت کی تین اقسام ہیں ایک وہ جس کا شریعت نے اعتبار کیاہے دوسری وہ قسم جس کو شریعت نے باطل قرار دیاہے تیسری قسم وہ ہے جس کے بارے میں شریعت نے بطلان کا حکم لگایاہے اور نہ ہی اس کااعتبار کیاہے یہ تیسری قسم قابل غور ہے۔"

مطلب یہ کہ اگرکسی مصلحت کاشریعت نےاعتبار کیاہے یاکسی مصلحت کوشریعت نے باطل قرار دیاہے تو یہ نص شرعی سے ثابت ہونے کی وجہ سےاس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس میں سے پہلا قابل قبول اوردوسرا مردودہےاصل جو قابل غور بات ہے وہ تیسری قسم میں ہےاورائمہ اربعہ یامولاناامین احسن اِصلاحی جس چیز کو مصلحت یامصالح مرسلہ کہتے ہیں وہ یہی تیسری قسم ہےاسی وجہ سے بعض علماء کرام نے مصلحت کی تعریف ایسی تحریر فرمائی ہے جو صرف اور صرف اس تیسری قسم کوشامل ہے پہلی دوقسمیں اس میں شامل ہی نہیں ہیں علامہ عبداللہ یوسف اپنی تالف "تیسر علم اُصول فقہ "میں رقمطراز ہے:

"وهي الَّتي سكتَ عنهَا الشَّرْعُ فلمْ يتعرَّض لها باعتبارٍ ولا إلغاءٍ"[30]

"اس سے وہ قسم مراد ہے جس کے بارے میں شریعت نے اس کااعتبار کرنے اور نہ کرنے کے بارے میں کوئی حکم صادر نہ کیاہو۔"

---

[29]۔غزالی،اَبوحامد محمد بن محمد،المستصفی،بیروت،دارالکتب العلمیۃ،۱۹۹۳م،ج:۱،ص:۱۷۵

Ghazalī, Abu Hamed, Muhammad ibn e Muhammad, Al Mustsfa, Beruit, Darul kutabul ilmīa, 1993, Vol : 1, p:175

[30]۔عبداللہ بن یوسف، تیسیرُ علم أصول الفقه،بیروت،مؤسسۃ الریان، 1997م،ج:۱،ص:۱۹۹

Abdullah, ibn e Yosuf, Teser ilsm e Oswl e fiqah, Beruit, Muaasasa Turayan, 1997, Jild:1, p:199

اس تیسری قسم کے بارے میں شاطبیؒ نے کہاہے کہ احکام شریعت کا مقصد مخلوق کے مفاد کی حفاظت ہے، یہ مقاصد صرف تین ہیں، اوّل ضروریہ، دوئم حاجیہ، سوئم تحسنیہ، علامہ شاطبیؒ نے مزید لکھاہے کہ شارع کے احکام شریعت کا بنیادی مقصد اخروی اور دنیوی مصالح کا قیام ہے۔[31]

مختصر یہ کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے نزدیک مصالح مرسلہ یا مصلحت کا تعلق ان امور سے ہیں جن میں اسلام نے کوئی منفی یا مثبت حکم نہ دیا ہو بالفاظ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جن مولانا امین احسن اِصلاحی یا دیگر علماء کرام اور ائمہ نے مصلحت یا مصالح مرسلہ کا اعتبار کیا ہے ان کے یہاں مصلحت مباحات میں معتبر ہے نہ کہ اوامر اور نواہی میں اور نہ ہی اُن اُمور میں جس میں شریعت نے منع کیا ہے۔

خلاصہ بحث:

اس بحث کا خلاصہ یہ کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے اُصولِ فقہ یا اُصول شریعت ائمہ اربعہ کے برعکس پانچ ہیں ائمہ اربعہ تو قرآن، حَدیث، اجماع اور قیاس کو اُصولِ فقہ مناتے ہیں جب کہ مولانا امین احسن اِصلاحی کے یہاں اس کی ترتیب یوں ہے کہ سب سے پہلے قرآن پھر حَدیث پھر اجتہاد ہے اور اجتہاد کے دو ارکان ہے ایک اجتماعی رکن جس کو اجماع کہا جاتا ہے جو سب کامل کر اجتہاد ہوتا ہے دوسرا ایک فرد کا اجتہاد جس کو قیاس کہا جاتا ہے اس کے بعد درجہ ہے رسم ورواج کا اور آخری درجہ مصلحت اور مصالح مرسلہ کا ہے، مولانا اِصلاحی کے اصول قرآن میں یہ تفصیل ہے کہ وہ قرآن کریم پر حَدیث کے ذریعے نسخ اور تخصیص کو نہیں مانتے ہے اور حَدیث میں یہ تفصیل ہے کہ مولانا اِصلاحی حَدیث اور سُنت میں فرق کرتے ہیں کہ سُنت اور حَدیث میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ سُنت رسول ﷺ سے ثابت شدہ طریقے کو کہتے ہیں اور حدیث ہر وہ قول، فعل اور تقریر ہے جس کی روایت نبی ﷺ کی نسبت کے ساتھ کی جائے عام اس سے کہ وہ ثابت شدہ ہو یا محل نزاع ہو، حَدیث حسن، صحیح، ضعیف موضوع اور مقلوب سب کچھ ہو سکتی ہے لیکن سُنت کے متعلق یہ بحثیں نہیں پیدا ہوتیں، اور جہاں تک بات ہے مولانا امین احسن اِصلاحی کے باقی دو اُصول رسم ورواج اور مصلحت کا تو یہ اصول ائمہ اربعہ بھی مانتے ہیں البتہ فرق اتنا ہے کہ مولانا اِصلاحی ان کو بہت زیادہ فوقیت دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اُصول میں ائمہ اربعہ اور مولانا اِصلاحی میں بہت ہی کم اختلاف ہے۔

---

[31] ۔ شاطبیؒ، اِبراہیم بن موسیٰ، الموافقات في أصول الشريعة، المطبعہ الرحمانیہ القاھرہ، ۱۹۷۵ء، ج:۲، ص:۸
Shatibī,ibraheem ibn e Musa,Almowafaqat fi Oswol e shareya, Qahira, 1975,Jild:2,p:8

نتائج وسفارشات

اس بحث سے مندرج ذیل نتائج برآمد ہوئے ہیں: مولانا امین احسن اِصلاحی کے اُصولِ فقہ پانچ ہیں۔ مولانا امین احسن اِصلاحی کے اُصولِ فقہ کا ایک خاص انداز میں مرتب کرنا آپ کا اپنا اِجتھاد ہے۔ در حقیقت مولانا امین احسن اِصلاحی کے اُصول ائمہ اربعہ کے اُصول کی ایک نئی تعبیر ہے۔

مذکورہ آرٹیکل لکھتے وقت درج ذیل تجاویز وسفارشات سامنے آئے:

مولانا امین احسن اِصلاحی کے اُصول سنت اور حدیث پر مفصل آرٹیکل لکھا جائے۔

مولانا امین احسن اِصلاحی کے پانچ اور ائمہ اربعہ کے چار اصول کے فروعی مسائل پر اثرات اور نتائج پر بھی مضمون لکھا جائے۔ جس طرح یہ آرٹیکل لکھا گیا ہے اس انداز میں جاوید احمد غامدی کے اُصولِ فقہ کا ائمہ اربعہ کے اُصول سے تقابل کیا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License